تعمیر مسجد برلن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا اعلان

اگرچہ الحکم کی گزشتہ اشاعت میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اعلان کی بنا پر میں ایک آرٹیکل تعمیر مسجد برلن کے متعلق لکھ چکا ہوں لیکن حضرت نے خطبہ جمعہ ہی میں ارشاد فرمایا تھا کہ وہ خطبہ بھی اخبارات میں شائع ہو جائے اسلئے آپ کے ارشاد کی تعمیل میں معزز الفضل سے لے کر اس خطبہ کو چھاپ دیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

دنیاوی مقابلہ میں جسطرح کہ یورپین امریکن افریقن ایشیائی لوگ برابر ہیں۔ اور جسطرح کہ ہر رنگ اور ہر زبان ہر ملک وملت کے ساتھ تعلق رکھنے والے کو ایک نظر سے دیکھنے کا حکم ہے اسی طرح دین کے مقابلہ میں عورت و مرد مساوات رکھتے ہیں۔ یعنی جسطرح دینی احکام مردوں کے لیئے نازل ہوئے ہیں اسی طرح عورتوں کے لیئے بھی نازل ہوئے ہیں۔ سورہ فاتحہ جو جزہے قرآن کریم کی اور جو گویا اجمال اس کے مضامین کا اور متن ہے قرآن مجید کا اسکے بیان میں اللہ تعالیٰ نے کس حکمت سے کام لیا ہے جہاں دعا سکھائی ہے اور اسمیں جو مضمون ترقیات کے متعلق ہے اسکو اسطرح ڈھالا ہے کہ اسمیں عورت و مرد کا اشتراک رکھا ہے گویا عربی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ جب قوم کو مخاطب کیا جائے تو اسمیں مذکر کے صیغے استعمال ہوتے ہیں جنمیں عورتیں شامل سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن سورۂ فاتحہ میں الفاظ ہی ایسے رکھے ہیں کہ جنمیں مرد و عورت دونو مساوی ہیں اور دونو کا اشتراک ہے۔ مثلاً اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن رکھے ہیں جنکو جسطرح مرد بول سکتے ہیں اسی طرح انکو عورتیں بھی استعمال کر سکتی ہیں اور اسمیں دونو کی مساوات رکھی ہے اسکی ایک بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ اسمیں عورت و مرد دونو کے محاورہ کے لحاظ سے بھی شامل ہیں یعنی اکیلے مرد بھی وہی الفاظ بولیں گے اور اکیلی عورتیں بھی وہی الفاظ کہیں گی۔ اور جسطرح بعض احکام مردوں کے لیئے خاص احکام ہیں اسی طرح عورتوں کے لیئے بھی خاص احکام ہیں۔ خاص احکام سے یہ مراد نہیں کہ خاص مرد ہی اللہ تعالیٰ کے مخاطب ہیں بلکہ اس سے یہ مطلب ہے کہ اگر مردوں کے لیئے بعض احکام خاص ہیں تو عورتوں کے لیئے بھی بعض احکام خاص ہیں۔ اور ایک وہ احکام ہیں جنمیں مرد و عورت دونو مساوی ہیں۔ مثلاً خطبہ جمعہ مردوں اور عورتوں دونو کے لیئے ہے۔ اسی طرح خطبہ عیدین بھی دونوں کے لیئے فرض ہے۔ یوں تو مرد الگ ہوتے ہیں اور عورتیں الگ ہوتی ہیں یا وہ پردہ کے پیچھے ہوتی ہیں یا قناتوں کے پیچھے بیٹھتی ہیں جس طرح عورتیں برقعہ پہنکر درس لیتی ہیں اسی طرح وہ جمعہ میں قنات یا پردہ کے پیچھے الگ بیٹھکر سنتی ہیں چونکہ مرد ہی خطیب ہوتا ہے اسلیئے مرد سامنے ہوتے ہیں اور عورتیں الگ پردہ میں ہوتی ہیں ورنہ خطبہ کے مخاطب تو دونو ہی ہیں۔ عورتوں کے الگ بیٹھنے یا پردہ کے پیچھے بیٹھنے کے یہ معنے نہیں کہ وہ خطبہ میں مخاطب نہیں ہوتیں بلکہ مرد جس طرح اسکے مخاطب ہوتے ہیں اسی طرح عورتیں بھی مخاطب ہوتی ہیں۔ یہ خطبہ صرف مردوں کے لیئے ہی نہیں ہوتا بلکہ عورتوں کے لیئے بھی ہوتا ہے پس جو کچھ میں اب کہنے لگا ہوں وہ بہ لحاظ وقت اور مقام کے بالکل مناسب حال ہے۔ وہ کیا بات ہے وہ یہ ہے کہ

میں نے سوچنے اور غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ جرمن میں جو مسجد بننے والی ہے وہ عورتوں کے چندہ سے بنے اسمیں کوئی شک نہیں کہ بہت سی عورتوں کی ذاتی جائداد نہیں ہوگی لیکن اسمیں بھی کوئی شک نہیں کہ بہت سی عورتوں کی مالی بنیاد زیورات پر ہوتی ہے۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ مرد کا دخل آمدنی میں ہوتا ہے لیکن اسمیں بھی کوئی شک نہیں کہ مردوں میں سے اکثر کے پاس بوجہ ان کی ذمہ داریوں کے مال نہیں ہوتا لیکن عورتوں کے پاس زیور کی صورت میں کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے قحط کے دنوں میں مرد عورتوں سے کچھ لیکر گزارہ کرتے ہیں۔ اسلیئے یہ نہ کوئی خیال کرے کہ عورتوں کے پاس کیا آئے گا آخر وہ ہم سے ہی لیں گی۔ عورتیں اپنے زیورات وغیرہ سے چندہ دے سکتی ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کسی کے پاس زیادہ ہو اور

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی تراب عرفانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر شائع کیا

کسی کے پاس تھوڑا ہو وہ تھوڑا دے حضور تھوڑے سے تھوڑے کا سوال نہیں
اس کے حضور تو اخلاص کا سوال ہے۔ پس میرا یہ منشا ہے کہ جرمن
میں مسجد عورتوں کے چندہ سے بنے کیونکہ یورپ کے لوگوں کا یہ خیال
ہے کہ ہم میں عورت جانور کی طرح سمجھی جاتی ہے۔ جب یورپ کو یہ
معلوم ہوگا کہ اسوقت اس شہر میں جو دنیا کا مرکز بن رہا ہے اس
میں مسلمان عورتوں نے جرمن کے نومسلم بھائیوں کے لیئے مسجد
طیار کرائی ہے تو یورپ کے لوگ اپنے اس خیال کی وجہ سے جو مسلمان
عورتوں کی نسبت ہے کس قدر شرمندہ اور حیران ہوں گے اور جب
وہ مسجد کے پاس سے گزرینگے تو ان پر ایک موت طاری ہوگی اور
مسجد باآواز بلند ہر وقت پکارے گی کہ پادری جھوٹ بولتے ہیں جو کہتے
ہیں کہ عورت کی اسلام میں کچھ حیثیت نہیں کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ
ہمارے ملک میں عورتیں بالکل جانور ہیں اور انکو جانور ہی سمجھا جاتا
اور یقین کیا جاتا ہے۔ مسلمان عورتوں کو جانور کی طرح سمجھتے
ہیں۔ اب جب صرف عورتوں کے چندہ سے وہاں مسجد بنے گی تو
انکو یہ معلوم ہوگا کہ یہاں عورتوں کو تو یہ بھی علم ہے کہ ایسے لوگ
بھی دنیا میں ہیں جو ایک بندہ کی پرستش کرتے ہیں۔

یوں تو ان میں یہ بھی قاعدہ ہے کہ شادی سے ایک ماہ بعد
میاں بیوی آپس میں لڑ پڑتے ہیں۔ اور میاں اور کی تلاش میں پھرتا
ہے اور بیوی کسی اور کی تلاش میں پھرتی ہے۔ وہاں اگر ایک ماہ
تک میاں بیوی آپس میں محبت کے ساتھ رہتے ہوئے دکھائی دیں
تو بڑا تعجب کیا جاتا ہے۔ اور ہمارے یہاں حقیقی تعلقات جو میاں
بیوی میں ہوتے ہیں ان کی ہوا بھی انکو نہیں چھو گئی۔

مگر قلم در کف دشمن است والی بات ہے۔ قلم انکے ہاتھ میں
ہے جو کچھ وہ چاہتے ہیں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق لکھدیتے ہیں۔
مولوی مبارک علی صاحب نے ایک خط بھیجا ہے جس میں انھوں نے
لکھا ہے کہ فن تعمیر کے ایک ماہر نے مسجد بنانے کے لیئے سوا دو لاکھ
روپیہ کا اندازہ لگایا تھا کیونکہ اُس نے خیال کیا کہ جس قوم نے ہمارے
ملک میں مسجد بنانے کا ارادہ کیا ہے وہ کوئی بڑی مالدار قوم ہوگی
لیکن مولوی صاحب نے اُسے کہا کہ اتنا روپیہ ہمارے پاس نہیں
تو پھر اس نے پچاس ہزار روپیہ کا اندازہ لگایا پانچ ہزار کی زمین
اور پینتالیس ہزار روپیہ عمارت پر خرچ آئے گا کیونکہ اسکا نقطۂ
خیال یہ ہے کہ چونکہ یہ ایک بڑا شہر ہے اور امراء کا شہر ہے اس
واسطے اس میں بڑی عمارت چاہیئے کہ جسکا لوگوں پر اثر ہو۔ اور لوگ
اسکی طرف توجہ کر سکیں۔ معمولی عمارت کا ان لوگوں پر اثر نہیں
ہوگا۔ وہ تو پھر ویسے ہی ہے جیسے کہ ایک پختہ مکان ہو اور پھر
اُس میں کوئی حصہ کچی اینٹوں کا ہو تو وہ معیوب معلوم ہوگا۔
پھر اسکے اندازہ کے مطابق پچاس ہزار روپیہ سے مسجد کی عمارت
قائم ہو سکتی ہے جو صرف مسجد ہی نہیں ہوگی بلکہ اسمیں مبلغین کی
رہائش کے لیئے بھی مکان ہوگا یہ معاملہ میں تمام جماعت کی عورتوں
کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یہ زمانہ مقابلہ کا ہے ولایت میں تو
عورتیں وکالت اور ڈاکٹری کے امتحان تک مردوں کا مقابلہ
کرتی ہیں۔ مردوں سے برابری جتانے کے لیئے آگے خواہ وہ کام نہ کر سکیں
خیر وہ تو اپنی عمر کو ضائع کرتی ہیں لیکن ہم کو بھی ایک نیک مقابلہ
کرنا چاہیئے اسلیئے ہم کہتے ہیں کہ اب عورتیں یورپ میں مسجد بنوائیں۔
پہلے لندن والی مسجد میں عورتوں کا دس ہزار چندہ تھا اور
شریعت کے لحاظ سے مردوں سے عورتوں کا نصف چندہ ہونا چاہیئے
کیونکہ عورتوں کا حصہ شریعت نے نصف رکھا ہے اسلیئے اب عورتیں
پچاس ہزار روپیہ چندہ مسجد احمدیہ برلن کے لیئے تین ماہ کے اندر دیدیں
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ہے۔ کہ زار روس کا عصا
چھینا گیا ہے اور وہ آپ کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ اور اسکا دروازہ
برلن ہے اور اسی دروازہ کے ذریعہ سے روس فتح ہو سکتا ہے یوں تو
روس میں تبلیغ کرنا تو الگ رہا اسمیں ہمارا موجودہ حالات کی وجہ سے
گھسنا ہی مشکل ہے۔ اسمیں تبلیغ کا ذریعہ جرمن ہی ہے جرمن کے
ذریعہ ہم بڑی آسانی سے روس میں تبلیغ کر سکتے ہیں اور عورتوں
کے ہاتھ سے اس اہم پیشگوئی کا پورا ہونا ان لوگوں پر بہت اثر ڈالیگا۔
جو بعد میں آئیں گے اور انہیں معلوم ہوگا کہ عورتوں میں بھی مردوں
کی طرح بہت اخلاص ہے اور ادھر یورپ کو معلوم ہوگا کہ کسقدر مسلمان
عورتوں میں اپنے مذہب کی اشاعت کا جوش ہے اور مسجد کی پیشانی پر
جلی حروف میں لکھا جائے کہ احمدی خواتین کی طرف سے نومسلم بھائیوں
کے لیئے یہ مسجد بنائی گئی۔

اور پھر دوسرے لوگوں کی بھی آنکھیں کھل جائینگی۔ اور پیغامیوں کو
بھی معلوم ہو جائے گا کہ احمدی خواتین ہی اسقدر چندہ دیتی ہیں
جسقدر کہ وہ غیر لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلا پھیلا کر جمع کرتے ہیں۔

پس ہر جگہ عورتوں کو بتایا جائے کہ وہ اس کام کے لیئے چندہ دیں
اور تمام اخبارات جو قادیان سے نکلتے ہیں اس کام کے لیئے چندہ
کے واسطے تحریک کریں اور میرا یہ خطبہ شائع کر دیں تاکہ تمام وہ
لوگ جو ان اخباروں سے تعلق رکھنے والے ہیں اپنے گھروں میں
عورتوں کو یہ بتائیں اور تحریک کریں کہ وہ تین ماہ کے اندر مسجد
کے لیئے چندہ دیں اور ہر جگہ مرد اپنی عورتوں کو یہ بات سُنا دیں
اور یہاں جنکی عورتیں جمعہ میں نہیں آئیں وہ بھی اپنے گھروں میں
اطلاع دیں اور اس کام کے لیئے چندہ کے واسطے تحریک کریں۔

اور یہ کام مینے اس انجمن کے سپرد کیا ہے جس کا نام میں نے

لجنۃ اماء اللہ

رکھا ہے۔ ہندوستان میں ایک انجمن ہے جو اپنے آپکو خادمان
ہند بتاتے ہیں۔ ہم تو کسی قوم کے خادم نہیں۔ ہم اللہ کی خادم
اور غلام ہیں۔

لجنۃ اماء اللہ یعنی اللہ کی لونڈیوں کی انجمن

اسلیئے مینے یہ نام اس انجمن کا رکھا ہے اور ان کے سپرد یہ کام کیا ہے
لیکن چونکہ خالی عورتیں اگر تحریک کرتیں تو ان کا اثر اتنا نہ ہوتا۔
اس لیئے مینے ان کی طرف سے یہ تحریک کی ہے۔ عورتیں یہ نہ سمجھ لیں
کہ چندہ جمع کرنا خاص خاص عورتوں کا ہی کام ہے بلکہ ہر عورت
کھڑی ہو جائے اور باقی بہنوں سے تین ماہ کے اندر چندہ جمع کرے۔
لندن کی مسجد کیلئے زمین تو خریدی جا چکی ہے لیکن چونکہ اسکی عمارت پر
ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوتا تھا اس لیئے وہ فوراً نہ بنائی جا سکی
لیکن برلن کی مسجد کے لیئے ایسا نہ ہوگا بلکہ ارادہ ہے کہ ادھر روپیہ
جمع ہو اور ادھر کام جاری کر دیا جائے۔ چونکہ ہمیں یقین ہے
کہ یہ کام ہو کر رہے گا اسلیئے جوں ہی روپیہ جمع ہونا شروع ہوگا۔
فوراً عمارت کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

میں اس خطبہ کے ذریعہ تمام احمدی عورتوں کو تحریک کرتا ہوں
کہ وہ اس کام کے لیئے تین ماہ کے اندر پچاس ہزار روپیہ چندہ جمع
کریں۔ ہاں یہ یاد رہے کہ مردوں کا ایک پیسہ بھی اس کام میں نہیں لیا
جائیگا۔ اگر کسی مرد کی طرف سے چندہ آگیا تو وہ کسی اور مد کی طرف
منتقل کر دیا جائے گا۔ اسمیں صرف عورتوں کا ہی روپیہ ہوگا تا
کہ یہ مسجد ہمیشہ کے لیئے عورتوں کی ہی یادگار رہے۔ میں دعا کرتا ہوں
کہ اللہ تعالیٰ عورتوں کو اس کام کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

حضرت اولوالعزم کی سالانہ جلسہ پر پہلی تقریر

گزشتہ سے آگے

ہماری جماعت کے ایک حصہ کی یہ حالت ہے کہ جیسے کوئی کسی وبا
زدہ حصہ میں رہتا ہو۔ بعض وقت لوگوں کو معلوم نہیں ہوتا کہ
بیماری ہے اور وہ غلط راستوں پر پڑ کر مریض کو ہلاک کر دیتے
ہیں اسوقت دنیا میں ہر ایک قسم کے اخلاقی اور روحانی
امراض پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ہماری جماعت کے لوگ بھی
ایسی جگہوں پر رہتے ہیں اسلیئے مجھے بہت خیال رہتا ہے کہ وہ
ان امراض سے محفوظ رہیں۔

ابھی امرتسر میں ایک شخص کا جن نکالا گیا اور وہ مر گیا
اور پولیس ان جن نکالنے والوں کی تلاش میں ہے۔ اس قسم کے حالات
اور خبریں پڑھ کر افسوس ہوتا ہے کہ حالت کہاں تک پہنچ گئی ہے۔
تھوڑے دن ہوئے کہ افریقہ سے میرے پاس ایک خط آیا جس میں
اس نے مجکو لکھا کہ کوئی ایسا تعویذ دیں جس سے دل قابو میں ہو
اور کوئی ایسا ٹونا بتا دیں جس سے غیب کی خبریں ملتی ہیں
اور پھر اس تعویذ اور ٹونہ کی قیمت بھی پوچھی اس جہالت کی بھی
کوئی حد ہے۔

اس سے سمجھ لو کہ اصلاح کے لیئے ہمکو کیا کچھ کرنا ہے
یہ بات ہندوستان یا کسی اور جگہ سے مخصوص نہیں۔ یورپ میں
اس قسم کی باتوں پر بہت لوگ اعتقاد رکھتے ہیں اور ایسی توہمات
میں مبتلا ہیں۔

چند روز ہوئے ایک شخص میرے پاس آیا۔ اسنے کہا کہ میرے بیٹے کو
جن چڑھ گیا ہے اور وہ جن سکھ ہے اس جن نے کہا ہے کہ تو میرے
لیئے ایک دیگ پکا کر دے۔ اور یہ بھی کہا کہ خلیفہ صاحب سے
مسئلہ پوچھ لینا۔ مجکو اس شخص کی حالت پر بہت افسوس ہوا کہ وہ
یہاں رہتا ہے اور اسکو بھی یہ وہم ہوا ہے۔ اسکو کہا کہ یہ بیماری
ہے اور ڈاکٹر صاحب کو اُسکے لڑکے کے علاج کے لیئے بھیجا۔
ڈاکٹر صاحب گئے تو انھوں نے تشخیص کی۔ وہ لڑکا بولتا نہ تھا
آخر انھوں نے گدگدیاں کیں تو بول پڑا۔

میرا مطلب ان باتوں کے بیان کرنے سے صرف یہ ہے کہ حالت
بہت خراب ہے اگر بیماری کا احساس ہو جاوے تو علاج بھی ہوتا
ہے لیکن اگر احساس ہی نہ ہو تو علاج کیونکر ہو۔ اب جس شخص کو
ہسٹیریا کی بیماری ہو اور یہ معلوم ہو کہ بیماری ہے تو علاج کیا
جائے گا لیکن جو شخص یہ سمجھے کہ جن چڑھا ہوا ہے وہ کیا
علاج کرے گا۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ایک واقعہ بیان کیا کرتے تھے

ایک مریض کے علاج کے لیئے وہ بلائے گئے وہ ایک رئیس آدمی تھا اسکا خاندانی طبیب بھی تھا۔ مولوی صاحب تو ہر قسم کا علاج کرتے تھے انھوں نے فرمایا کہ تھرمامیٹر بھی لگایا ہے۔ اسپر وہ نادان طبیب بول اٹھا کہ یہ گرم خشک دوا ہے میں جانتا ہوں۔ اس علاج میں شریک نہیں ہوتا۔ یہ اسکی نادانی تھی اسے معلوم ہی نہ تھا کہ تھرمامیٹر بخار کو شناخت کرنے کا ایک آلہ ہوتا ہے۔

غرض ایک تو یہ جہالت ہوتی ہے لیکن محض علم ہونے سے بھی علاج نہیں ہو جاتا۔ مثلاً ایک شخص کو یہ تو معلوم ہو کہ ملیریا کے لیئے کونین مفید ہے مگر اس علم سے بخار دور نہ ہو جائیگا۔ جب تک وہ کونین کا استعمال نہیں کرتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ محض کسی چیز کا جان لینا کافی نہیں اور نہ سمجھ لینا کافی ہوتا ہے۔ دنیا کے معاملات میں بھی جب محض سمجھ لینا یا جان لینا کافی نہیں تو دین کے معاملہ میں کس طرح کافی ہو سکتا ہے۔

علم کے ساتھ عمل لازمی ہے۔

یہ غلط خیال ہوتا ہے کہ ہم نے فلاں بات کو سمجھ لیا ہے افسوس تو یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں اکثر لوگ تو دین سے واقف ہی نہیں اور جو واقف ہیں ان میں سے بھی اکثر سمجھ لینا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ مثلاً یہ مان لینا کہ خدا ہے یا خدا اپنے رسول بھیجا کرتا ہے۔ یا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مسیح موعود بھیجا ہے کافی نہیں ہو سکتا جب تک اس ایمان کے مطابق عمل نہ ہو۔ اور محض اس مان لینے سے تو وہ غرض پوری ہو سکتی ہے جو ایمان سے ہوتی ہے اور نہ اس سے ان بیماریوں کا علاج ہو سکتا ہے جن میں لوگ اخلاقی یا روحانی طور پر مبتلا ہیں۔

مذہب کے معاملہ میں یہ بہت بڑی غلطی پیدا ہوئی ہے خوب یاد رکھیں کہ جب تک دوا کا استعمال نہ ہو شفا نہیں ہو سکتی اور بیماری دور نہیں ہو سکتی اسی طرح خدا اور رسولوں کے ماننے سے فائدہ نہیں ہو سکتا۔

جب تک عمل نہیں۔

میں احساس کو معمولی بات نہیں کہتا یہ بہت مفید چیز ہے جیسے ہسٹیریا والے کو معلوم ہو جاوے کہ وہ بیماری ہے تو اسکا علاج کرے گا اسی طرح انسان کو جب اپنی روحانی بیماریوں احساس ہو جاوے تو علاج کی طرف توجہ کرے گا لیکن صرف احساس ہی کے درجہ تک رہ جاوے تو اس سے فائدہ نہیں ہوتا۔ ایمان ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے نجات ملتی ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس ایمان کے مطابق عمل ہو۔

پس

پہلی ذمہ واری ہماری یہ ہے کہ جب ایمان ہو گیا تو اس کے مطابق عمل کریں۔ جب کسی بیماری کا علم ہو تو اسکا فوراً علاج کریں۔

بیماریوں کے اقسام

بیماریاں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک شخصی ہوتی ہیں اور دوسری متعدی۔ شخصی بیماریوں کا اثر مریض کی ذات تک محدود ہوتا ہے لیکن جو متعدی بیماریاں ہوتی ہیں ان سے دوسرے لوگ بھی متاثر ہو جاتے ہیں جیسے انفلوانزا کا تعدیہ اسقدر سخت تھا کہ اسٹریلیا میں یہ مرض خط کے ذریعہ پہنچ گیا۔ وبائیں جسطرح متعدی ہوتی ہیں روحانی بیماریاں بھی متعدی ہوتی ہیں۔ پس جس طرح پر جسمانی امراض میں جو متعدی ہوں یہ ضروری ہوتا ہے کہ دوسروں کو امراض سے بچائیں اسی طرح روحانی امراض میں یہ لازمی ہے کہ

نہ صرف خود بچیں بلکہ دوسرونکو بھی محفوظ رکھیں

دوسری ذمہ واری

پس دوسری ذمہ واری ہماری یہ ہے کہ ہم نہ صرف خود روحانی بیماریوں سے بچیں بلکہ دوسروں کو محفوظ رکھیں اور اگر کوئی مبتلا ہو جائے تو اسکا علاج کریں۔

تیسری ذمہ واری حفظ ما تقدم

تیسری بات ذمہ واری کے سمجھنے کے بعد یہ ہے کہ جب ہمارا کام یہ ہے کہ دنیا سے روحانی اور اخلاقی بیماریوں کو دور کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ متمدن قومیں بیماریوں کا فکر اسوقت نہیں کرتیں جب وہ حملہ آور ہوں بلکہ وہ ایسے انتظام کرتی ہیں کہ بیماریاں پھیلنے نہ پائیں اور وہ حفظ ما تقدم کی تدابیر پر عمل کرتی ہیں تاکہ آئندہ ہوں ہی نہیں۔ مثلاً انفلوانزا کے متعلق وہ اتنی ہی کوشش نہ کرینگی کہ اسکا مریض اچھا ہو یا وہ دوسروں کو تو آلودہ نہ کرے بلکہ یہ آئندہ ہو ہی نہیں۔ اسلیئے تیسری ذمہ واری ہمپر یہ ہے کہ آئندہ روحانی اور اخلاقی امراض پیدا ہی نہ ہوں اور اسکے لیے حفظ ما تقدم کی تدابیر پر عمل کریں اور یہ اسطرح ہو سکتا ہے کہ

اپنی اولاد کو محفوظ رکھیں۔

اور وہ اپنی اولاد کو۔ اسکی صورت تعلیم و تربیت ہی کے ذریعہ ہو سکتی ہے یہ ہمارا بہت بڑا فرض ہے۔ یہ سلسلہ اس لیئے قائم ہوا ہے کہ شیطان کو ہلاک کرے یہی کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اور یہ آخری جنگ شیطان سے ہے۔ اگر ہم کو اس جنگ میں شیطان کو ہلاک کرنا ہے یہ ہمارا فرض ہے اور اس کے لیئے یہی تدبیر ہے کہ ہم پہلے امراض کا احساس اور علم پیدا کریں۔ پھر اسکا علاج کریں اور پھر حفظ ما تقدم کی تدابیر کو اختیار کریں تاکہ آئندہ امراض پیدا نہ ہوں اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ

شیطان کا خاتمہ ہو جائے گا۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ جب تک کہ یہ تینوں باتیں پوری نہ ہوں کچھ فائدہ نہیں اور اگر تینوں پر عمل ہو تو ہماری زندگی کا مشن پورا ہو جائے گا۔

اگرچہ جسمانی اور روحانی امراض میں مشارکت ہوتی ہے مگر روحانی امراض کے نظام میں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے شلاً اگر بخار ہو جاوے تو گو ڈر ہے کہ مہلک نہ ہو جاوے لیکن دیدہ و دانستہ کونین کے نہ کھانے سے اسکا اثر باطل نہیں ہو جائیگا برخلاف اسکے روحانی امراض میں اگر علاج سے کام نہیں تو کچھ عرصہ کے بعد عذاب نازل ہوتا ہے اور وہ مرض لاعلاج ہو جاتا ہے گویا روحانی امراض میں غفلت اور سستی سے بیماری قوی اور علاج بے اثر ہو جاتا ہے۔

روحانی امراض کے علاج میں تین باتیں مدنظر رہنی چاہئیں اول اپنے نفس کے لیئے علاج (۲) دوسروں کے امراض کا علاج (۳) اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت ایسے طریق سے کرنا کہ وہ امراض روحانی سے محفوظ ہو جاوے۔

اجتناب عن المعاصی

اپنے نفس کے علاج کے لیئے پہلی بات جو ضروری ہے وہ یہ ہے کہ انسان اجتناب عن المعاصی کرے۔

اجتناب عن المعاصی کی تین قسمیں ہیں۔

اول۔ ان بیماریوں سے بچنا جنکا اثر خود اپنی ذات پر پڑتا ہے غیر پر اسکا اثر نہیں ہوتا۔ یہ معاصی ذاتی پاکیزگی کے خلاف ہوتے ہیں اور ان کا اثر اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے ان کے پائے جانے سے انسان خود گنہگار ہوتا ہے غیر پر اسکا اثر نہیں ہوتا۔ موٹی قسمیں اسکی یہ ہیں۔

(۱) بدظنی ہے اسمیں انسان کی ذات خراب ہو جاتی ہے جو بدظنی کرتا ہے وہ بہت سی نیکیوں سے محروم ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کے دل سے نیکی کی عظمت مٹ جاتی ہے کیونکہ جب وہ یونہی بدظنی کرتا ہے تو رفتہ رفتہ اسکا دل اسے ایک معمولی امر سمجھتا ہے اور اسکے دل پر نیکی کی کوئی عظمت ہی نہیں رہتی اور وہ خود ان امراض میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے جنکا دوسروں کو الزام دیتا تھا۔

مسلمانوں میں سے یہ غیر ممکن ہے کہ کسی نے سور کھایا ہے لیکن بدظنی کرنے میں بہت جرأت کرتے ہیں بدظنی کرنے والا بعض اوقات خود ان مرضوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

میں اسوقت مختصر کرنا چاہتا ہوں اسلیئے کہ کل شام کو ختم کر دینا چاہتا ہوں اسوجہ سے کہ بعض لوگ پہلے چلے جاتے ہیں اور وہ آخری دعا میں شریک نہیں ہوتے مگر میں چاہتا ہوں کہ کوئی دعا سے باہر نہ رہے اور سب کے سب دعا میں شریک ہوں اسلیئے آج وہ مضمون میں ختم کر دینا چاہتا ہوں۔ غرض یہ گناہ جو بدظنی ہے انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتا ہے اور اگرچہ اسکا اثر دوسروں پر نہیں پڑتا مگر اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان نیکی سے محروم ہو جاتا ہے اسلیئے اسکو دور کرنا چاہیئے۔

(۲) دوسرا ذاتی گناہ جھوٹ اور اس سے مراد وہ جھوٹ ہے جسمیں کسی دوسرے شخص پر الزام نہیں لگایا جاتا اور نہ ہی اسکا کسی دوسرے پر اثر پڑتا ہے یہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک ایسا جیسے کوئی شخص کہے کہ میں فلاں جگہ گیا تھا اور وہاں ایک ایسا درخت دیکھا۔ جو حقیقت میں خلاف واقعہ ہو اب اس خلاف واقعہ امر کے بیان کرنے کا کوئی اثر دوسرے شخص پر تو نہیں مگر یہ ایک ذاتی عیب اور گناہ ہے اور اس گناہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان حقائق الاشیاء سے محروم ہو جاتا ہے ✦

اور اس کے نفس سے اچھے اور برے کا امتیاز اٹھ جاتا ہے۔ میں ذاتی پاکیزگی کے حاصل کرنے کے لیئے دوستوں کو ہدایت کرونگا کہ وہ اسکو چھوڑ دیں ✦

یہ غلط بات ہے جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ یہ جھوٹ چھوٹا ہے چھوٹے اور بڑے کا کوئی فرق نہیں سب قسم کے جھوٹ جھوٹ ہی ہیں اور سارے جرم تو جرم ہی ہیں۔ بلکہ چھوٹا گناہ اسلئے خطرناک ہوتا ہے کہ

انسان اسکے ارتکاب پر دلیری کرلیتا ہے

پس ہر قسم کا جھوٹ چھوڑ دینا چاہیئے۔ آیندہ سے ایسا عہد کرو کہ سوائے **راستی کے تمھاری زبان پر کچھ جاری نہ ہو** بعض لوگ کہدیتے ہیں کہ مجبوری سے ایسا ہو گیا مگر یہ غلط ہے تم جس بات کو بتانا نہیں چاہتے اسکے متعلق صاف کہدو کہ میں **بتانا نہیں چاہتا**۔ جھوٹ بولنے کی کوئی مجبوری نہیں پس سچائی کو اپنا شعار بنالو اور آج سے حقیقت کے خلاف کوئی لفظ تمھاری زبان پر جاری نہ ہو۔

(۳) **تیسرا جرم کینہ کا ہے**۔ یعنی جب ایک شخص کوئی امر کسی دوسرے کی نسبت بدی کا دل میں دیکھتا ہے اور اسے دل میں رکھ لیتا ہے۔ اور نکال نہیں دیتا جب تک اس بدی کو انسان دل سے نکال کر پھینک نہیں دیتا نفس **پاک نہیں ہو سکتا** اور اسے یاد رکھنے سے کچھ **فائدہ نہیں کینہ نفس کا ایک گند** ہے اور اسکو دل میں رکھنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص **پاخانہ** کو رکھ لے۔ انسان کسی چیز کو محفوظ رکھتا ہے تو کسی نہ کسی فائدہ کے لیئے رکھتا ہے مگر **کینہ** کو دل میں جگہ دینے سے کیا فائدہ؟ اگر یہ یاد رکھو کہ فلاں شخص نے نقصان پہونچایا تھا تو اس یاد سے کیا کوئی فائدہ ہو سکتا ہے؟ کسی کی برائی کو یاد رکھنے سے دل **کڑھتا ہے** اور اسکا اثر انسان کی عام صحت پر بھی برا پڑتا ہے اور طبیعت میں چڑچڑاہٹ پیدا ہو جاتی ہے پس اسکا اپنا ہی **نقصان** ہے دوسرے کا اس سے کچھ نہیں بگڑے گا۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لیئے اپنی ناک کاٹ لے۔ یاد رکھو **کینہ جیسی کوئی لغو چیز نہیں**۔ کینہ کا مزہ ایسا ہی ہے جیسے کہتے ہیں کہ کسی چیتہ کو باسی گوشت ملتا تھا۔ ایک دفعہ اسکی زبان کسی کھردری سل پر پڑ گئی تو اس سے خون نکلا اور وہ گرم گرم خون اپنا ہی چاٹنے لگا اور وہ سمجھنے لگا کہ تازہ خون ہے اور مزہ دار ہے حالانکہ اپنی ہی زبان اور نتیجہ یہ ہوا کہ زبان ہی ندارد ہو گئی۔ اسی طرح کینہ رکھنے والا اپنی ہی جان کو کھاتا اور دکھ دیتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ

یہ ایک باطنی گند ہے اسکو بھی ترک کرو

اور آیندہ کینہ کو بھی اپنے دل میں جگہ نہ دو کہ یہ انسانی صحت اور اخلاق کو ضائع کرتا ہے

(۴) **ایک ذاتی عیب جہالت ہے**۔ یاد رکھو کہ علم کے بغیر کوئی کام نہیں چل سکتا۔ چھوٹی سی چھوٹی بات بھی بغیر علم کے نہیں ہو سکتی اور علم تو بری بات کا بھی اچھا ہوتا ہے۔ پولیس والے چوری کے مجرموں کا اسلیئے پتا نکال لیتے ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہ چوری کس طرح کرتے ہیں۔ علم خود کوئی بری چیز نہیں ہے مگر یہ جو برے طریق پر یا برے اغراض کے لیئے اسکو کوئی استعمال کرے گا تو یہ **برا ہو گا**۔ پس علم حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اسکو کبھی بری اغراض کے لیئے **استعمال نہ کرو**۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **اُطلُبُوا العِلمَ وَلَو کَانَ بِالصِّینِ**۔ یعنی تم علم حاصل کرو چاہے وہ چین میں جا کر ملے۔

اسلیئے میں اپنی جماعت کو **نصیحت** کروں گا کہ ان میں سے ہر ایک شخص **علم سیکھے**۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے لیئے اسقدر شوق رکھتے تھے کہ آپ نے جنگ بدر کے بعض قیدیوں کو (جنکا فدیہ نہیں دیا گیا تھا) دس دس لڑکے سپرد کر دیئے کہ انکو تعلیم دو اور اس تعلیم کے بدلہ میں **آزادی** دیدی۔ یہ **علم** اور **جہالت** ہی کی وجہ سے ہے کہ **زمینداروں نے چندہ خاص** میں بہت کم حصہ لیا ہے۔ اسلیئے کہ انھوں نے سلسلہ کی ضروریات کو سمجھا نہیں مگر **شہریوں** اور تعلیم یافتہ لوگوں نے ضروریات کو سمجھا اور انہوں نے بہت حصہ لیا اور ایک ایک مہینہ کی آمدنی معمولی اور مستقل چندوں کے علاوہ دی۔ میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ زمینداروں میں **اخلاص نہیں**۔ نہیں بلکہ یہ غرض ہے کہ زمینداروں کو عدم **علم کی وجہ سے وہ احساس نہیں ہوا جو تعلیم یافتہ لوگوں کو علم ہوتا ہے** وہ سمجھتے ہیں کہ سلسلہ کی ضروریات کیا ہیں اور کس طرح ہم خرچ کرتے ہیں مگر زمیندار باوجود اخلاص کے اسکو نہیں سمجھے۔ ظاہری تعلیم جنکو نہیں وہ باوجود اخلاص کے شاید یہ کہتے ہوں کہ اسقدر روپیہ کہاں جاتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ بعض اپنی جہالت سے یہ بھی کہدیں کہ

آپس میں بانٹ لیتے ہوں گے

غرض **جہالت** بہت بری **بیماری** ہے اسکو چھوڑ دو اور **علم** سیکھو۔

(۵) **باطنی امراض سے ایک سستی ہے** یہ بیماری روحانیت کو کھا جاتی ہے۔ **اخلاص ہو لیکن چستی** نہ ہو تو وہ **ضائع** ہو جائے گا۔ سستیوں کی وجہ سے انسان عبادات سے اور **دینی خدمات** سے محروم ہو جاتا ہے اور اپنے اوقات کو صحیح طور پر استعمال نہیں کر سکتا۔ پس سستی ایک ایسا مرض ہے کہ باوجود **اخلاص** ہونے کے بھی **چستی** کے بغیر وہ کسی کام نہیں آتا۔ **چست آدمی** سست آدمی کے مقابلہ میں **چوگنا** کام کر سکتا ہے دیکھو تمھارے ذمہ بہت بڑا کام ہے دوسروں کو **حق** پر پہنچانا اور **ہدایت** کی طرف لانا تمھارا کام ہے۔ اگر کوئی شخص **سستی** کرتا ہے تو وہ دوسروں کی **گمراہی** کا ذمہ دار ہے۔ اور ایک ایسا شخص جو پانچسو کو ہدایت کر سکتا ہے اگر وہ دو سو کرتا ہے اور باقی اپنی سستی سے چھوڑ دیتا ہے تو ان **چار سو** کے لیئے وہ بھی جوابدہ ہے اسی طرح اگر ایک شخص روز **تہجد** کو اٹھ سکتا تھا مگر صرف **سستی** کی وجہ سے نہ **اٹھے** تو دیکھو وہ کسقدر **نقصان** اٹھائے گا اور **روحانیت** اور **قرب الہٰی** میں جو **ترقی تہجد** کے ذریعہ ہوتی تھی اس سے بالکل محروم ہو جائے گا۔

پس اس مرض کا علاج کرو اور سستی چھوڑ دو۔

حضرت **عمر** رضی اللہ عنہ کو **چستی** کا اسقدر خیال تھا کہ ایک شخص سر ڈالے ہوئے چلا آتا تھا تو آپ نے اسکی ٹھوڑی کے نیچے مکا مار کر کہا کہ

اسلام مر گیا ہے

کہ تو نے اپنا سر یوں گرایا ہوا ہے اور اسطرح چلتا ہے۔ پس تو مومن کو چاہیئے کہ اس **عیب** کو پاس نہ آنے دے اور اپنی رنگ ڈھنگ سے سستی کو ظاہر نہ ہونے دے بلکہ بتائے کہ وہ کام کا اہل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک شخص کو جنگ میں **اکڑ** کر چلتے ہوئے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ **تکبر** اگرچہ خدا کے نزدیک برا ہے **مگر** جو خدا تعالیٰ اور اسکے رسول کے دشمنوں کو اپنی قوت دکھانے کے لیئے اکڑ کر چلتا ہے تو اسکا یہ فعل بھی بہت پسندیدہ ہے کیونکہ اس سے دشمن پر رعب پڑتا ہے۔

اگر ایسے موقعہ پر ایک ساتھ والا کمزور نظر آئے تو اسکا اثر دوسرے پر بھی پڑتا ہے پس تمھیں چاہیئے کہ **چستی سے کام کرو۔ اور سستی چھوڑو۔** اگر چستی سے کام لوگے تو بہت سی نیکیاں اور **قربانیاں** پیدا ہوئے لگیں گی اور **اخلاق** میں بہت ترقی ہو گی۔

نوٹ حضرت کی تقریر یہاں تک ہوئی تھی کہ مجکو سلسلہ کے ایک نہایت ضروری انتظامی کام کے لیئے جلسہ گاہ سے کچھ عرصہ کے لیئے باہر جانا پڑا میری واپسی تک جو حصہ تقریر کا تھا میں نے نہیں لکھا اسلیئے اس حصہ کو عزیز مکرم مولوی جلال الدین صاحب کے مرتبہ نوٹوں سے لونگا۔ جو انہوں نے فرور کی سلسلہ کے ریویو میں شائع کیئے ہیں اور اسکے بعد جو حصہ میرا خود نوٹ کردہ ہے وہ ان نوٹوں سے مرتب ہوگا (ایڈیٹر)

(۶) **بزدلی**۔ بزدلی بھی ایک خطرناک عیب اور گناہ ہے مگر عموماً لوگ اسکا احساس نہیں رکھتے۔ یاد رکھو۔ کہ ایمان اور بزدلی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا گورداسپور میں ایک مقدمہ تھا۔ آپ کے ایک دشمن غیر احمدی مسلمان کو جو آریوں کا دوست تھا اس بات پر غیرت آئی کہ آخر مرزا صاحب مسلمان تو ہیں اور اسلام کی طرف سے لڑنیوالے ہیں اسنے آپ سے آکر کہا کہ آریوں نے مشورہ کیا ہے کہ اب کہ اسکا ضرور بدلا لینا ہے۔ کم از کم اسکو ہتکڑی ضرور لگوا دینی چاہیئے۔ چاہے ایک گھنٹہ کے لیئے ہی ہو۔ خواجہ کمال الدین کو پتا لگا تو وہ سنتے گھبراتے ہوئے آپ سے کہا کہ صلح کر لینی چاہیئے آپ لیٹے ہوئے تھے۔ اٹھے اور فرمانے لگے۔ خواجہ صاحب خدا کے شیر پر ہاتھ ڈالنا کسکی مجال ہے۔ میں خدا کا ایک شیر ہوں۔ خدا تعالیٰ کے بندے نرم اور منکسر المزاج ہوتے ہیں لیکن خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

بزدل کے یہی معنے نہیں ہیں کہ وہ لڑکر بہادری نہیں دکھاتا بلکہ وہ شخص بھی بزدل ہے جو مثلاً دفتر میں ملازم ہے وہ تبلیغ کرتا ہے اس کا افسر اس سے ناراض ہوتا ہے تو وہ افسر کے ڈر کے مارے تبلیغ سے رکتا ہے اگر بہادر ہوتا تو نہ رکتا اور یہ کیسے ہو سکتا تھا جبکہ ایک سپاہی جنگ میں اپنی جان دیدیتا ہے تو کیا یہ خدا کے لیئے ملازمت نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اسی طرح بدعتوں اور رسومات کا لوگوں کی ملامتوں سے ڈر کر بجا لانا بھی بزدلی میں داخل ہے۔ پس بزدلی کی تعریف یہ ہے کہ کسی وجہ سے اپنے فرض منصبی کو ادا نہ کرنا۔

(۷) **فخر و خیلاء**۔ فخر و خیلاء بھی اندرونی مرضوں سے ایک خطرناک مرض ہے۔ اس سے بھی انسان کی روح پہلی

حالت سے گر جاتی ہے کیونکہ فخر کرنے والا دوسرے بندوں کو گراتا اور خود بڑھنا چاہتا ہے۔ اور اصل بات یہی ہے کہ دنیا میں انبیاء کے سوا کوئی فخر ایسا کرنے والا ایسا نہیں ملتا جو دوسرے بندوں سے بڑا بننا نہ چاہتا ہو۔

(۸) بے غیرتی ۔جس طرح کینہ بُرا ہے ایسے ہی بیغیرتی بُری ہے۔ مومن کے اندر غیرت چاہیئے۔ اور غیرت کے ماتحت ہر کام کرنے کے لیئے تیاری۔ بیغیرتی اخلاق میں ہی استعمال نہیں ہوتی بلکہ عام ہے۔ مثلاً ایک شخص اسلام پر حملہ کرتا ہے اور یہ چپ ہو کر سُنتا ہے تو یہ بے غیرت ہے جبکہ لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جان دینے کے لیئے طیار ہوتے ہیں تو کیا یہ دین کے لیئے غیرت نہیں دکھا سکتا۔ اس لیئے اپنے آپ میں غیرت پیدا کرنی چاہیئے۔ اور تمھارا فرض ہے کہ جب تبلیغ وغیرہ میں روکیں پیدا ہوں تو ان کو دور کرنیکی کوشش کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ آریوں کے جلسہ پر چند اشخاص یہاں سے بھیجے میں بھی اُن میں شامل تھا خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ پہلے جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون پڑھا گیا پھر آریوں کا جو کہ گالیوں سے بھرا ہوا تھا پڑھا گیا میرا دل چاہتا تھا کہ میں وہاں سے نکل آؤں۔ مجھے اب تک افسوس ہے کہ میں کیوں وہاں بیٹھا رہا اور وہاں سے نکل نہ آیا۔ میں نکلنے کے لیئے اٹھا بھی تھا مگر اکبر شاہ خاں نجیب آبادی نے کہا راستہ نہیں ہے یہیں بیٹھے رہیں۔ جب قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود کو اس بات کا پتا لگا تو آپ سخت ناراض ہوئے اور مولوی صاحب کو بار بار فرمایا کہ مولوی صاحب آپ تو عالم تھے آپ کیوں ایسی مجلس میں بیٹھے رہے ۲۴ گھنٹہ تک بار بار آپ مختلف مجلسوں میں یہی ذکر کرتے رہے۔ آخر بہت سی معذرت کے بعد آپ نے معافی دی اسی طرح پیغامیوں کو بھی بے غیرتی نے خراب کیا۔ خواجہ صاحب نے کہیں لیکچر دیا اور اس کی لوگوں نے تعریف کر دی تو وہ سمجھ بیٹھے کہ بس یہ تو مسلمان ہو گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چاہے وہ گالیاں دے۔ پس یاد رکھو کہ جن کا احترام کرنا تمھارے لیئے واجب ہے اگر کسی مجلس میں اُن کی ہتک کی جاتی ہو تو تم اُس مجلس سے چلے جاؤ اور اگر کوئی تبلیغ میں روک ڈالے تو تم نہ ٹلو جب تک کہ تم اس روک کو دور نہ کر لو۔ سکھوں کو دیکھو انھوں نے کہا۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے معابد غیر کے قبضہ میں ہوں۔ ہم ان کے اس فعل کو غیرت پر محمول کرتے ہیں۔ اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہتے کہ آیا وہ اس قبضہ کرنے میں حق بجانب ہیں یا نہیں مگر ان کا اس کام کے لیئے اس قدر تکالیف برداشت کرنا دلوں میں ایک سرور پیدا کرتا ہے۔

(۹) ناشکری ۔ ناشکری بھی ذاتی عیب ہے اسکی وجہ سے بھی انسان روحانی ترقی سے محروم ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کی تباہی کا بڑا باعث ناشکری تھی کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ کو چڑھانا شروع کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کو بھول گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو بھی اصل منعم نے بھلا دیا اور ذلیل ہو گئے۔ پس لازم ہے کہ جن لوگوں کے ذریعہ ہم تک دین کی باتیں پہنچائیں ان کا شکر کیا جائے اور اُنکے لیئے دعا کی جائے۔ پس قدر دانی کی عادت ڈالو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَن لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کہ جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اُس نے خدا کا بھی شکر ادا نہ کیا۔ پس ناشکر نہ ہونا چاہیئے۔

(۱۰) خودکشی ۔ خودکشی بھی ایک ذاتی عیب ہے خودکشی اللہ کی ذات سے مایوسی کا نام ہے کیونکہ انسان جب یہ سمجھ لیتا ہے کہ اب کچھ ہو نہیں سکتا تو خودکشی کر لیتا ہے اسی لیئے خدا تعالیٰ نے اس جرم کو اتنا بڑا بنایا ہے کہ اسکی سزا سے کبھی انسان نجات نہیں پا سکتا۔ ایک دفعہ میں نے سوچنا شروع کیا کہ وہ کونسا گناہ ہے جس سے نجات نہیں ہو سکتی تو مجھے یہی گناہ نظر آیا۔ مذکورہ بالا ذاتی امراض کی موٹی موٹی مثالیں ہیں۔

دوم ۔ دوسری قسم کے وہ امراض ہیں جنکا دوسروں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور اخلاق روحانیت کے خلاف اثر پڑتا ہے ان میں سے ایک

(۱) خیانت ہے جب کوئی شخص خیانت کرتا ہے تو دوسرے کا مار لینا دوسرے پر بُرا اثر ڈالتا ہے بہت ہیں جو اسے بُرا سمجھتے ہیں مگر ادا کرتے وقت وہ دینے میں نہیں آتے۔ احمدی جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی ایسا آدمی تو دیکھنے میں نہیں آیا جس نے بالکل انکار کر دیا ہو۔ اس سے ترقی تو معلوم ہوتی ہے مگر ابھی تک شاید بعض ایسے افراد پائے جاتے ہیں جو امانت کو خرچ کر لیتے ہیں۔ جب ان سے امانت طلب کیجاتی ہے تو کہدیتے ہیں کہ ابھی تو میرے پاس نہیں ہے جب ہوگا دیدونگا یہ بھی ایک بڑی خیانت ہے کیونکہ اس نے تو اسلیئے دیا تھا کہ جب چاہے لے لے گا اور اس کے جلدی نہ دینے سے بھی اُسے ایسے ہی نقصان ہوتا ہے جیسے کہ کسی کے انکار کر دینے سے میرے نزدیک خیانت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ایک تمھارا عزیز ایسا بیمار ہو کہ اگر اسکا علاج نہ کروگے تو وہ مرجائے گا اور تمھارے پاس امانت کے مال کے سوا اور کوئی مال نہ ہو تو علاج بیشک چھوڑ دو مگر امانت کے مال سے خرچ نہ کرو۔ اور یہ موقع ہی نہ آنے دو کہ مال والا تمھارے پاس اپنا مال لینے کے واسطے آئے اور تم دے نہ سکو۔ کیونکہ بیمار کی موت تو شکی ہے لیکن اس سے تمھاری **اخلاقی موت یقینی** ہو جائے گی۔

(۲) تہمت ۔ تہمت بھی بڑا ظلم ہے۔ یہ بلا وجہ دوسرے کے ذمہ قصور لگانا ہے۔ جسطرح کہ ایک مجسٹریٹ کو جبکہ وہ بغیر تحقیق و تفتیش کسی کے خلاف فیصلہ کرے بُرا سمجھا جاتا ہے۔ ویسے ہی تہمت لگانا ہے۔ کسیکو چور یا ڈاکو وغیرہ کہدینا سزا سے بڑھ کر ہے کیونکہ اس سے وہ لوگوں میں بدنام ہو جاتا ہے اور اسکی عزت جاتی رہتی ہے اور لوگوں کی آنکھوں میں ذلیل ہو جاتا ہے۔ (باقیست)

دارالامان کا ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ تھوڑے دنوں کے لیئے تبدیلی آب و ہوا کے واسطے سردست پیر پیچی تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کے ہمراہ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب مولوی رحیم بخش صاحب افسر ڈاک اور چوہدری علی محمد صاحب اور حزیری عبد القادر صاحب خلف الرشید شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی اور مولوی عبد الاحد افغان ہیں۔

روزانہ ڈاک وہاں جاتی ہے جسکو خود حضرت حسب معمول ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اور افسر ڈاک چونکہ ساتھ ہی ہیں وہ مناسب ہدایات لے کر دفتر ڈاک کو جوابات کے لیئے ہدایات دیتے ہیں۔

حضرت اقدس نے قادیان آنے والے احباب کو کوئی ممانعت نہیں فرمائی بلکہ حضرت چاہتے ہیں کہ ان ایام میں برابر احباب آتے رہیں تاکہ قادیان کی برکات سے انہیں حصہ ملتا رہے۔ البتہ جو خاص طور پر حضرت صاحب سے بعض اپنے امور میں مشورہ کے لیئے آنا چاہتے ہوں انھیں آپ کی واپسی تک صبر کرنا چاہئے۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب قادیان کی جماعت نے آپ کی غیر حاضری میں امیر ہیں اور وہی نماز وں کے امام ہیں۔

نوٹ۔ ۱۵ کی صبح کو واپس تشریف لے آئے ہیں۔

احمدیہ سٹور کے متعلق اطلاع

اکثر احباب سٹور کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ کیا کام ہو رہا ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ سردست سٹور کے حسابات کی پڑتال ہو رہی ہے تاکہ صحیح اندازہ معلوم ہو جاوے کہ حسابات کی کیا حالت ہے۔ اور اگر نقصان ہوا ہے تو کس قدر ہوا ہے اور کسطرح ہوا ہے؟

دوسرے سٹور کے پاس چاول اور لکڑی اور اینٹ فروخت ہونے والی موجود ہے اور ایک بڑی رقم قرضہ کی ہے لکڑی فروخت ہونے کے قابل نہیں ہے بلکہ ناقص قسم کی باقی ہے بورڈ آف ڈائرکٹرز کے سامنے میں نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ اگر اس لکڑی اور کچھ کی اینٹ میں سے کچھ حصہ لیکر سٹور کی عمارت کو مکمل کرا لیا جاوے تو مقامی حیثیت سے یہ جائداد قیمتی ہو جاوے گی۔ اور نقصان کی تلافی کا ایک ذریعہ رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

چاول اور اینٹ میں خود فروخت کرتا ہوں اور اسکے لیئے سردست یہ دو صورتیں کی گئی ہیں کہ بعض لوگ جو روپیہ واپس مانگتے تھے انکو نرخ بازار پر اینٹ یا چاول دیا گیا ہے۔ اور بعض نے ۲۵ فیصدی نقصان کا مجرے دیکر واپس لینا منظور کیا ہے۔ اسطرح جن لوگوں نے واپس نہیں مانگا بلکہ باوجود پہلے درخواست کرنیکے میری تحریک پر درخواستوں کو واپس لے لیا ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ نقصان سے محفوظ رہیں گے یا بہت ہی قلیل نقصان اُن کا ہو۔ مگر اسکے لیئے صبر اور حوصلہ کی ضرورت ہے اور یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقین ہے کہ بالآخر نقصان نہیں رہے گا۔ مشین کا کام اچھی طرح چل رہا ہے اور اس میں کسی صورت میں نقصان نہیں ہے۔ اور آئندہ کاروبار نہایت احتیاط سے بورڈ آف ڈائرکٹرز کی منظوری سے کیا جاتا ہے اور میں انتظام کر رہا ہوں

پروگرام

مخدومن شریعت جناب برادران مکرم و معظم سلمہم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ حسب منشا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز آج میں احباب کو نئے سال کے پروگرام کے لیے مخاطب کرتا ہوں۔ سال گذشتہ میں جو جو ایثار و قربانیاں احباب نے دکھلائی ہے۔ خود بھی چندے دیئے اور اوروں سے بھی جمع کیے۔ ان سب کوششوں کے لیے میں سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں **اللہ تعالیٰ اُن کوششوں کو قبول فرمائے** اور پہلے سے زیادہ خدمت دین کا موقع عطا فرمائے۔ آمین۔

اس سال حسب ذیل **ہشت امور** کی تکمیل پر خاص زور دینے کا ارادہ ہے اور احباب سے اُمید ہے کہ وہ حتی الوسع انکو مدنظر رکھیں گے۔

اوّل۔ زکوٰۃ۔ نماز کے بعد ایک اہم **فریضہ اسلام** ہے اور تمام چندوں پر مقدم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسب منشاء شریعت اسلام ایک ضروری اعلان میں ارشاد فرمایا ہے کہ زکوٰۃ اور اسی طرح صدقات کا روپیہ بھی قادیان آنا چاہیئے **زکوٰۃ**۔ ایک فرض ہے جسکی ادائیگی کی ذمہ داری سب جماعت پر ہے کیونکہ اسکی وصولی امام وقت کی طرف سے بطور حکم کی جاتی ہے۔ اگر کوئی صاحب نصاب زکوٰۃ دینے میں کوتاہی کرتا ہے تو **امیر جماعت** اور **مبلغین** اور **عہدہ داران جماعت** کا فرض ہے کہ وہ اس کا تدارک کریں اور **امام وقت** کو مطلع کریں۔ تمام صاحب نصاب احباب کے نام درج رجسٹر ہوں اور یہ رجسٹر امیر جماعت یا اعلیٰ ترین عہدہ دار کے پاس رہے یا خود یا خاص عہدہ داروں کے ذریعہ تکمیل کرائے۔ کیونکہ زکوٰۃ کے متعلق تفصیلات ایسی ہوتی ہیں جو ہر ایک ہاتھ میں نہیں جانی چاہئیں اور نہایت محفوظ بصیغہ راز رکھی جائیں **مسائل زکوٰۃ** احباب کے علم کے لیئے اور **فارم** زکوٰۃ خانہ پوری کے لیئے دفتر ناظر بیت المال سے مل سکتے ہیں۔

زکوٰۃ کے ساتھ **صدقات** کا بھی خیال رہے کہ یہی ایک کثیر رقم ہر جماعت سے **یتامیٰ و مساکین** کی ضروریات کیلئے جمع ہو سکتی ہے۔

استعمال کیئے ہوئے **پارچات** اور دیگر چیزیں بھی اپنے غریب بھائیوں کے لیئے جمع کرنے کا انتظام کیا جائے۔

دوم۔ چندہ عام زکوٰۃ کے بعد سب چندوں پر مقدم ہے اور احمدیوں کا مستقل **فرض** ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس چندہ کو ہر احمدی کیلئے ایک **فرض حتمی** قرار دیا ہے۔ اور اسکی ماہوار باقاعدہ ادائیگی بھی ہر نئے اور پُرانے احمدی پر **فرض** کی ہے۔ سلسلہ کے تمام مرکزی مستقل کام **چندہ عام** سے چلتے ہیں اگر کسی شاخ میں کمی آجائے تو وہ بھی چندہ عام ہی کسے پوری کی جاتی ہے۔ پس چندہ عام سلسلہ کے اہم ترین اخراجات کے لیئے ایک مرکزی **ستون** کا کام دے رہا ہے اور تمام احباب کے بہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقرر کردہ **فرض** ہے کہ اس چندہ کو جہاں تک ہو سکے مضبوط و مستحکم کریں اور کسی وقتی تحریک کے باعث اسکی ترقی اور باقاعدگی میں فرق نہ آنے دیں۔

حضرت **خلیفۃ المسیح** ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پچھلے سال جو چندہ خاص ہر احمدی کے ذمہ لگایا ہے وہ درحقیقت چندہ عام کی کمی پوری کرنے کے لیئے ہے۔ بلکہ گویا پچھلے سالوں کے چندہ عام کا بقایا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جنکے ذمہ بقایا نہ تھا اُن کو بھی ادا کرنا پڑا ہے۔ پس ضروری ہے کہ تمام عہدہ دار اور باقاعدہ چندہ دینے والے بھی حتی الوسع چندہ عام کی وصولی ضرور مکمل کرا لیا کریں تاکہ آخر میں پھر تمام جماعت کو دقت نہ اُٹھانی پڑے۔

سوم۔ حضرت **خلیفۃ المسیح** ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے گزشتہ جلسہ سالانہ پر احباب کو تاکید فرمائی ہے کہ بقایا ادا کریں بلکہ ایک چوتھائی تمام جماعتوں کو اُن کے اس سال کا بجٹ چندہ اور پچھلے سال کا بقایا بھیجا جا رہا ہے یہ کل رقم ۳۰ ستمبر ۱۹۲۳ء تک ادا ہوتی ہے اگر کوئی رقم باقی رہے تو اگلے سال بھی اسی طرح بقایا نکالی جائے گی۔

چہارم۔ آیندہ کسی قسم کے چندہ کا بقایا نہ رہنے دیا جائے بقایوں کی وصولی اصل میں خود مقامی کارکنوں کی حسن تدبیر اور محنت پر منحصر ہے۔ صدر سے اسکی نسبت گوشوارے اور رپورٹیں طلب کی جاتی رہینگی۔ چھوٹے چھوٹے حلقے کئی کئی انجمنوں کے اپنے اپنے انسپکٹر اور دورہ کنندے بھی مقرر کریں اور صدر سے بھی معائنہ کنندگان دورہ کریں گے۔

بقایائے داروں کی فہرست کے فارم۔ اور زکوٰۃ دہندگان کے متعلق تفصیلات کے فارم دفتر ناظر بیت المال سے طلب کیئے جا سکتے ہیں۔

پنجم۔ افراد کے چندے جماعتوں کے ساتھ لیئے جائیں گے ہر فرد کو کسی نہ کسی جماعت کے ساتھ چندہ بھیجنا چاہیئے۔ جو صاحب جہاں ہوں وہاں کی جماعت میں شریک ہوں۔ اگر وہاں یا قریب میں کوئی جماعت نہ ہو تو خود جماعت بنائیں ورنہ اپنے وطن کی جماعت میں شریک ہوں۔ چندہ ہر فرد اپنی جماعت کی معرفت بھیجے۔ اگر خاص ضرورت پر علیحدہ ہی بھیجنا پڑے تو تفصیل کے ساتھ کوپن پر یہ ضرور لکھدیا جائے کہ کس جماعت کا چندہ ہے۔ بغیر ایسی تحریر کے چندہ جماعت کے حساب میں شمار نہ ہوگا۔ اور جماعتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے افراد کو اچھی طرح جتلا دیں کہ اگر علیحدہ چندہ بھیجیں تو تفصیل کے ساتھ اپنی جماعت کا نام ضرور لکھدیں چندہ جمع ہو جانے کے بعد کی اطلاع مفید نہ ہوگی کیونکہ جماعتوں کے علیحدہ کھاتوں میں تبدیلی مشکل ہے۔

اس کے ساتھ ہی علیحدہ علیحدہ چندہ بھیجنے والوں کی نگرانی بھی خود جماعتوں کے ذمہ ہی ہوگی۔ دفتر نظارت بیت المال جماعتوں کو ان افراد کے علیحدہ علیحدہ آئے ہوئے چندوں کی اطلاع نہیں کرے گا۔ پس جماعتوں کو اختیار ہے کہ اگر وہ نگرانی نہیں کر سکتیں تو اپنے افراد کو علیحدہ چندہ بھیجنے کی اجازت ہی نہ دیں۔

ششم۔ خاص وقتی اور مقامی چندوں کے لیئے اجازت لینی چاہیئے۔ چندہ کی کل مدات **لوح الہدیٰ** نمبر ۲ میں شائع کر دی گئی ہیں اُن کے علاوہ کسی اور مد کا چندہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی اجازت بذریعہ ناظر بیت المال لیکر جمع کیا جا سکتا ہے۔ بعض دفعہ انفرادی اور مقامی چندے اسقدر ہو جاتے ہیں کہ چندہ عام تک پر اثر پڑتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ چندہ عام اور تمام چندے جو صدر کے لیئے کئے جاتے ہیں اُنکا کوئی حصہ مقامی ضروریات پر خرچ نہ کیا جائے خواہ وہ کیسی ہی ضروریات ہوں۔

ہفتم۔ قریب قریب کی جماعتیں ملکر کام کریں۔ یہ دقت اکثر پیش آتی ہے کہ خطوط کے جوابات نہیں آتے۔ ضروری اطلاعیں وقت پر نہیں بھیجی جاتیں۔ اسکے لیئے ضروری ہے کہ چونکہ ہر جماعت میں خط و کتابت کرنے والے دوست موجود نہیں ہوتے ہیں چند چند جماعتیں اپنے حسابات گوشوارے اور رپورٹیں بھیجنے کے لیئے ملکر کام کریں اور اپنی سہولت کے لیئے چھوٹے چھوٹے حلقے مقرر کر لیں اور کام کرنے والے منتخب کر کے اطلاع دیں کہ تمام جماعتوں کی مفصل اطلاعیں صدر کو پہنچتی رہیں۔

یہ چند امور تمام جماعت کی توجہ و پابندی کے لیئے بھیجے جاتے ہیں اور امید ہے کہ احباب ان سب امور کا خیال رکھیں گے۔ والسلام

نوٹ ہر ایک صاحب روپیہ بذریعہ منی آرڈر یا بیمہ ارسال فرماویں اور کوپن پر یا بیمہ میں تفصیل ضرور دیا کریں۔ بغیر اس کے رقم امانت میں پڑی رہتی ہے۔ کسی کام نہیں آتی۔

نیازمند **عبد المغنی۔ ناظر بیت المال**

قادیان دارالامان ۵ فروری ۱۹۲۳ء

ناظر بیت المال کا دوسرا اعلان

ذیل کا ایک نوٹ اپنے اخبار الحکم کے قیمتی کالموں میں جگہ دیکر ممنون احسان فرماویں۔

میں نے ایک عرصہ گزرا ہے کہ اعلان کیا تھا کہ احباب اب ہر ایک احمدی سے **بشرح ۱/۱۶ فی روپیہ** چندہ لیا کریں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ بعض جگہ پر اسپر **عمل نہیں** رہا ہے اس واسطے پھر یاد دلاتا ہوں کہ وہ اب اس شرح سے وصولی چندہ فرماویں۔

اور زمیندار دوستوں سے **اڑھائی سیر فی من ہر ایک جنس پیداوار** پر لیا جاوے۔

روپیہ بذریعہ منی آڈر یا بیمہ ارسال کرتے ہوئے تفصیل کوپن پر یا بیمہ میں دینے کے علاوہ یہ بھی لکھا کریں کہ یہ رقم فلاں جماعت کے حساب میں جمع کی جاوے۔

بغیر ایسے نوٹ کے روپیہ جماعتوں کے کھاتہ درج نہیں کیا جاوے گا۔ عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان

یادداشت

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھا کریں کہ بغیر اس کے تعمیل ارشاد احباب مشکل ہے۔ (منیجر)

برلن مسجد کی تعمیر میں قادیان کی مہاجرات کی اولو العزمیاں

برلن مسجد کی تعمیر کے لئے جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یہ اعلان کیا کہ

یہ مسجد صرف عورتوں کے چندے سے تعمیر ہوگی

احمدی خواتین میں ایک خاص جوش اور قربانی کی روح پیدا ہوگئی ہے اور ہر ایک کوشش کرتی ہے کہ اس راہ میں جو کچھ بھی اس سے ممکن ہو دے گزرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر پر اس اخلاص کے ساتھ انھوں نے چندہ دیا کہ یہ کارنامہ ان کا سلسلہ کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔ عام طور سے یہ مسلم امر ہے کہ عورتوں کو زیور سے محبت ہوتی ہے لیکن اس موقعہ پر انھوں نے اپنے زیور کو اسطرح پر اس نیک کام کے لئے نثار کر دیا

گویا وہ ایک معمولی چیز ہے

عورتوں میں جب یہ روح پیدا ہو جائے کہ وہ خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے مالی قربانیوں کے لئے اخلاص اور عقیدت کے ساتھ آگے بڑھیں تو یقین کرنا چاہیئے کہ کامیابی کا زمانہ بہت جلد آنے والا ہے۔ اور وہ نسل جو ایسی ماؤں کی گودوں میں پرورش پائے گی وہ دودھ کے ساتھ اسلام کی محبت اور اشاعت کے جوش کو بھی پیتی جائیں گی۔

بعض بیبیوں نے اپنے اخلاص کا ایسا نمونہ دکھایا ہے کہ میں اسکا ذکر کیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

قادیان میں ایک میرے نہایت ہی مکرم اور مخلص بھائی ہیں میرے کیا وہ جگت بھائی ہیں کیونکہ سب انکو بھائی جی ہی کہتے ہیں (یعنی) شیخ عبدالرحمٰن قادیانی۔ حضرت کے ساتھ انکا اخلاص عشق اور فدائیت کے درجہ تک پہنچا ہوا ہے۔ دنیوی مال و متاع سے ان کو حصہ نہیں ملا مگر صبر و توکل کی دولت سے وہ مالا مال ہیں۔ ان کی بیوی نے برلن مسجد کی تعمیر میں

ایک سو روپیہ کی رقم پیش کی

یہ ایکسو نہیں میرے نزدیک تو ایکہزار سے بھی بڑھ کر ہے یہ جذبہ کبھی پیدا نہیں ہو سکتا جب تک اسلام کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر نہ دی جائے۔ حقیقت میں جو شخص اپنے عزیز و اقارب کی خاندانی وجاہت اور اثرات کو قربان کر کے

خدا کے لئے اسلام قبول کرتا ہے

وہ تو پہلے ہی سب کچھ دیدیتا ہے لیکن یہ وقت تو عورتوں کی ہمت و حوصلہ کے امتحان کا تھا اور اس کی بیوی نے بھی اپنے اخلاص کا ہدیہ پیش کر دیا۔

کل ۱۲ فروری ۱۹۲۳ء کی شام کو جبکہ میں اپنے دفتر سے اٹھ رہا تھا اور محاسب صاحب بھی میرے پاس تھے مائی کاکو (حضرت ام المؤمنین کی خادمہ) ان کو تلاش کرتی ہوئی آئی اور کہا کہ

برلن مسجد کے چندہ میں دو بکریاں آئی ہیں حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ تمھارے پاس پہنچا دوں تم کو تلاش کیا نہیں ملے تمھارے گھر پہنچا آئی ہوں۔

میرے استفسار پر مائی کاکو نے بتایا کہ محمد عالم (ایک بھاگلپوری مہاجر) کی بیوی لائی ہے اُس نے کہا کہ

ہمارے گھر میں اسکے سوا اور کوئی چیز نہیں یہی دو بکریاں ہیں قبول کی جائیں

بظاہر یہ ایک معمولی بات نظر آئے گی لیکن ایک عورت کا اپنی ساری متاع کو جو اسوقت اسکے گھر میں تھی دیدینا بہت بڑی بات ہے اللہ تعالیٰ ان مخلص خواتین کو بہت بڑا اجر خیر دے۔ آمین۔

یہ دو نظیریں میں نے اسلیئے بیان کی ہیں تاکہ سلسلہ کی عظمت اور صداقت کا اظہار ہو۔

برلن کی مسجد کی تعمیر کے چندہ کے لئے تحریص کا موجب بھی یہ مثالیں ہیں مگر قلب کی جس کیفیت اور جذبہ کا یہ اظہار کرتی ہیں وہ ایمان افزا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور نمونہ نے خدمت دین کا جوش کس حد تک پیدا کر دیا ہے۔

قادیان کی غریب جماعت پر خدا تعالیٰ کی رحمتوں کا یہ ایک معمولی ثبوت ہے۔

غرض برلن مسجد کی تحریک پر یہاں کی مستورات نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے بہت بڑی قربانی کی ہے۔ بیرونی جماعتوں میں اس تحریک کا نتیجہ ابھی تک میں شائع کرنے کے قابل نہیں ہوں کیونکہ تحریک ابھی جاری ہے لیکن یہ وثوق سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ کام شروع ہو گیا ہے۔

اور بہت جلد اس کا اعلان ہو سکے گا کہ مطلوبہ رقم جمع ہوگئی

احمدی جماعتوں کے سکرٹری اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے متعدد جلسے مستورات کے کریں اور انہیں اسکی ضرورت اور فوائد سے پورے طور پر واقف کریں۔

اخبار الحکم کے پرانے فائلوں کے متعلق ایک ضروری اعلان

اخبار الحکم کے پرانے فائل سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک جامع تاریخ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد نبوت کی مستند جامع تاریخ جس میں حضور کے کلمات طیبات۔ مکتوبات۔ الہامات اور نشانات کے علاوہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جلیل القدر بزرگوں کی تقریریں خطوط۔ مباحثے اور فتاوے درج ہیں الحکم کے پرانے فائلوں میں آپ کو ملے گی۔

جو ۱۸۹۷ء سے لیکر ۱۹۰۸ء کے ہیں

یہ فائل نہایت نادر اور نایاب اور بیش قیمت خزانہ کے امین ہیں۔ اور ایسا ہی **پیغامی فتنہ کی ابتدائی تاریخ اور اس کے لیڈروں کی حقیقت** سے آگاہ ہونا چاہو تو یہ بھی الحکم کے ان فائلوں میں ملے گی جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے ہیں۔

یعنی

۱۹۰۸ء سے لے کر ۱۹۱۳ء تک

ان مکمل فائلوں کی قیمت ایک سو پچاس (روپیہ) ہے جو بذریعہ اقساط بھی وصول ہو سکتی ہے۔

سر دست صرف پہلی ۱۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے۔

ہم خرما و ہم ثواب اسی کو کہتے ہیں

عزیز مکرم محمود احمد صاحب مجاہد مصر کی اعانت کے لئے احباب سے درخواست ہے کہ عزیز موصوف کی کتاب تاریخ مالابار جلد اول کی کاپیاں خرید لیں۔ صرف دو سو کاپیاں الحکم میں موجود ہیں ایک کاپی کی قیمت ۱۰ ہے سلسلہ کی تاریخ کا یہ کتاب ایک حصہ ہے۔ پس آپ اس کتاب کو ضرور خریدیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی اس کتاب کو پسند فرمایا ہے۔

خاکسار عرفانی دفتر الحکم قادیان دارالامان

آئینہ دینداری

جو چہل حدیث کا ترجمہ ہے۔ پنجابی زبان میں نہایت ہی عمدہ کتاب ہے جناب منشی جھنڈہ خان صاحب مدرس موضع بیٹ نانی ضلع گورداسپور سے طلب کریں۔ قیمت ۲/

درخواست دعا

جناب سید بشارت احمد صاحب منصبدار جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ حیدر آباد دکن کی والدہ معظمہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں اسی وجہ سے وہ اب کے سالانہ جلسہ پر بھی نہ آسکے احباب نہایت درد دل سے انکی صحت کامل و شفاء عاجل کے لئے متواتر دعا فرمائیں بارگاہ رب العزت میں کریں۔

سید علی احمد صاحب معافیدار موضع رجاولی ضلع انبالہ حال وارد دارالامان مقاصد ذیل کے لیئے احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ (۱) مشکلات کے دور ہونے (۲) نیک کاموں میں کامیاب ہونے (۳) جسمانی بیماریاں و روحانی کمزوریاں دفع ہونیکے لیئے دل سے دعا کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب

حضرت حافظ معین الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بقیہ)

چونکہ حافظ صاحب بڑے اخلاص سے گا کر سنانے کے لیئے آجاتے ہیں میں نے ان کی توجہ کو دوسری طرف پھیرنے کے لیئے انکو کہدیا کہ کوئی شعر یاد ہو تو سناؤ یہ بیچارہ تو نہایت اخلاص سے سناتے ہیں اور میں بھی ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ میرا خیال ادھر متوجہ ہو اور وہ ہجوم افکار جو دماغ میں موجودہ حالت کو دیکھ کر ہوتا ہے تھوڑی دیر کیلئے کم ہو جائے مگر وہ کم ہونے میں نہیں آتا۔ اور مجھے پتا بھی نہیں لگتا کہ یہ کیا کہتے ہیں؟

اگر آپ کو ناپسند ہو تو ان کو منع کر دیا جائے۔

منشی صاحب کی حالت نہ پوچھو کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جواب سے کیا ہو گئے۔ ایک طرف انکو اپنی جرأت پر ندامت دوسری طرف حضرت کے اس جواب نے ایمان و معرفت کا ایک نیا دروازہ ان کے سامنے کھول دیا۔ کہ یہ شخص اسلام کے لیئے کیا درد اور تڑپ اپنے دل میں رکھتا ہے کہ کوئی وقت اسپر ایسا نہیں آتا کہ ایک آن کے لیئے بھی یہ خیال اسکے دماغ سے باہر نکل سکے

غرض منشی صاحب خود شناسی اور خود فراموشی کی متضاد کیفیتوں کو لیکر اُٹھے۔ یہ واقعہ تفصیل سے میں حضرت کی لائف میں لکھوں گا۔ یہاں مجھے صرف یہ دکھانا تھا کہ باوجودیکہ حافظ صاحب آنکھوں سے معذور تھے اور خود فارسی زبان پڑھے ہوئے نہ تھے پھر محض اس خیال سے کہ حضرت کو شعر سناتے ہیں اور حضرت خوش ہوں گے روزانہ اشعار یاد کرنا اور خود انکو سمجھنا تاکہ اس سمجھ کے بعد خاص لطف خود بھی اُٹھائیں۔ اور پھر جا کر گھنٹوں خدمت کرنا اور سنانا یہ ہو نہیں سکتا جب تک ایک چنگاری دل میں نہ ہو۔ اور اپنے سید و مولیٰ کی خوشنودی کے لیئے اضطراری تڑپ نہ ہو

انفاق فی سبیل اللہ باوجود اپنی غربت اور مسکینی کے باوجود اپنی معذوری اور کمزوری کے چندہ دینے میں جسقدر باقاعدگی حافظ معین الدین صاحب میں پائی جاتی تھی وہ ایک ایسا عمل ہے کہ

اس کی نظیر بہت کم ملے گی

دولتمندوں اور آسودہ حال لوگوں کا سلسلہ کے لیئے بڑی بڑی رقمیں دینا بھی بجائے خود مالی قربانی کا ایک نمونہ اور قابل قدر بات ہے لیکن ایک شخص جو محض نادار ہے جسکی آمدنی کی کوئی سبیل نہیں اور جسکی طبیعت میں سوال کرنے کی عادت ہی نہیں اسکا اپنے چندہ میں باقاعدہ ہونا ایسی بات نہیں کہ وہ ہمیں سبق نہ دے۔

حافظ صاحب ہمیشہ اپنے پاس ایک کاپی رکھتے تھے ابتدء یہ کاپی انھوں نے اسوقت بنائی تھی جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا تھا کہ

اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائیگا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لیئے قبول کرتا ہے اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اُسکا نام کاٹ دیا جائے گا اور اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپروائی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہیگا"

اس **اعلان** کے بعد حافظ صاحب نے ایک کاپی بنائی اور وہ باقاعدہ اپنا ماہواری چندہ دیا کرتے تھے اور اس **کاپی** پر وہ کسی سے درج کرایا کرتے تھے۔ ابتداءً وہ صاحبزادہ **پیر افتخار احمد صاحب** سے اس کاپی پر اندراج کرایا کرتے تھے۔

بعد میں جب موجودہ **دفتر الفضل** کے سامنے والے مکان میں جو حضرت **ام المؤمنین** نے ان کے رہنے کو دیا ہوا تھا آگئے تو یہ کام وہ قاضی اکمل صاحب سے لینے لگے اور ان سے اس کاپی میں چندہ درج کرایا کرتے تھے۔ اور یہ بھی ان کا معمول تھا کہ جب وہ چندہ ادا کرنے کے لیئے **اندراج کراتے تو پچھلا اندراج پڑھوا کر سُن لیتے** ان کے اس عمل کے متعلق میں خود **قاضی صاحب کی ایک تقریر** درج کروں گا۔

سردست مجکو یہاں یہ بتانا ہے کہ اُنھوں نے ایسا **التزام** اس اشتہار کے بعد اپنے چندہ کا کیا کہ مجھے اپنی نسبت تو اس عمل کو دیکھ کر شرم آتی ہے۔

حافظ صاحب کے اس چندہ میں حضرت **ام المؤمنین** کا نذرانہ بھی ہوتا تھا۔ یعنی سلسلہ کی مختلف مدات کے علاوہ حضرت ام المؤمنین کی خدمت میں بھی نذرانہ پیش کرتے اور پابندی کے ساتھ اسکو ادا کرتے جسطرح پر سلسلہ کے دوسرے چندے دیتے تھے اسکو بھی لازم سمجھتے۔

یہ ان کے اخلاص اور عقیدت کی **نذر** تھی۔ حافظ صاحب کا یہ **طرز عمل** بہت سے سبق اپنے اندر رکھتا ہے۔

اوّل وہ حضرت صاحب کے اس ارشاد کی اتنی بڑی عظمت سمجھتے تھے۔ کہ اس کے بغیر **تکمیل ایمان** ہو ہی نہیں سکتی اور انکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایسا قوی یقین اور ایمان تھا کہ ان سے خدانخواستہ الگ ہو جانا **موت** سے بڑھ کر تھا۔

دوسری بات جو اس سے **حافظ صاحب کی سیرت** میں ہمیں ملتی ہے وہ یہ ہے کہ **رعایت عہد** کو **لازمی یقین** کرتے تھے اور یہ انکے **کامل مؤمن** ہونے کا ایک ثبوت تھا۔

تیسرے وہ **محاسبہ** کی ضرورت کا بھی **احساس** کرتے تھے اور مالی **معاملات** میں لکھ لینا ضروری جانتے تھے اگر وہ سمجھتے تھے کہ وہ خدا کے لیئے دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور باقاعدہ **دفتر** محاسب میں بھی لکھا جاتا تھا مگر وہ خود بھی لکھوا لیتے تھے اور اُنکی غرض یہی تھی کہ

حساب درست رہے

صحابہ کرام کی زندگیوں میں یہ امر خصوصیت سے قابل غور ہے کہ وہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے کبھی بھی مضائقہ نہ کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر تحریک پر سب کچھ لُٹا دینے کو طیار رہتے تھے اور انفاق فی سبیل اللہ ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو بڑی سے بڑی قربانیاں کرنے کے قابل بنا دیتا ہے۔

حافظ صاحب کی زندگی میں یہ امر نہایت نمایاں شان رکھتا ہے جن لوگوں نے ان کو دیکھا ہے وہ اسکا اندازہ کر سکتے ہیں +

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد مرتبہ حافظ معین الدین صاحب کے اس طرز عمل کو بطور نمونہ بیان کیا انکی حالت یہ تھی کہ ماہوار اور مستقل چندہ کے علاوہ جب ان کے پاس کچھ آ جاتا تو فوراً جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں جا کر دو آتے اور باوجودیکہ حضرت صاحب انکو کہتے کہ حافظ ! تیری ضرورتوں میں کام آئے گا تو رکھ مگر وہ ہمیشہ یہ عرض کرتے کہ نہیں مجھے تو کوئی ضرورت نہیں ہے سلسلہ کی کسی ضرورت میں خرچ کر دیا جاوے۔

حافظ صاحب کی زندگی کا یہ پہلو بہت کچھ شرح و بسط چاہتا ہے افسوس ہے وہ کاپی مجھے ابتک ملی نہیں اسلیئے کہ انکی وفات پر میں قادیان میں نہ تھا اور یہاں کسی شخص نے پرواہ ہی نہ کی کہ اسے محفوظ رکھا جاتا تاہم میں کوشش کروں گا کہ حافظ صاحب کی زندگی کے اس حصہ کو شمار و اعداد سے دکھا سکوں وباللہ التوفیق۔

ناظر بیت المال کی اطلاع

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس ہفتہ میں بیرونی جماعتوں کا حساب اکتوبر و نومبر اور دسمبر ۱۹۲۲ء جو داخل خزانہ ہو چکا ہے اس غرض سے ارسال کیا گیا ہے کہ اگر اس میں **فرق ہو تو عہدہ داران اس دفتر کو تاریخ اور نمبر کوپن اور رقم سے مطلع فرمائیں** تاکہ رجسٹر روزنامچہ سے دیکھا جاوے۔ جنکی طرف سے جواب نہ آوے گا انکی طرف سے یہ سمجھا جاویگا کہ اُن کا حساب اس دفتر سے مطابق ہے۔

ہر ایک ایسے صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ وہ براہ مہربانی جس جس جگہ پر ہوں اسجگہ کی جماعت میں شامل ہوں۔ اور وہاں یا ان کے قرب و جوار میں جماعت نہ ہو تو اول اپنی جماعت پیدا کریں ورنہ اپنے اصلی وطن کی جماعت میں شامل ہوں کیونکہ ہر ایک صاحب کو کسی نہ کسی جماعت میں شامل ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے اُمید ہے کہ افراد اسپر عمل فرمادیں گے اور بیشک وہ روپیہ براہ راست ہی ارسال فرمادیں مگر کوپن پر ہمیشہ لکھا کریں کہ **فلاں جماعت میں انکا روپیہ داخل کیا جاوے اور رسیدی کارڈ سکرٹری جماعت کو ارسال کیا جاوے جسمیں وہ شامل ہوئے ہوں۔**

زکوٰۃ کا روپیہ براہ راست حضرت صاحب کے حضور یا نظارت بیت المال کے پتہ سے آنا چاہیئے اور زکوٰۃ کی وصولی میں خاص طور پر سعی فرمائی جاوے کیونکہ یہ ارکان اسلام سے ایک اہم فرض ہے اور بقایا جات کی وصولی میں خاص طور پر سعی کیجاوے۔ اتنی کوشش درکار ہے جس سے ۳۱؍مارچ ۲۳ء تک کل بقایا وصول ہو جاویں

آئندہ کسی اخبار میں دیہات کا اعلان کیا جاویگا کہ اس سال یہ کونسا اعلیٰ نمونہ نمبر اول۔ نمبر دوم۔ نمبر سوم وغیرہ وغیرہ پر رہنے کا پتہ لگ سکے۔ تاکہ جماعتیں ابھی سے اس کام میں پوری سعی سے کام کریں۔ اور کافی وقت انکو مل سکے والسلام

نوٹ خاص قادیان دارالامان کا بجٹ سال رواں ۱/۲ لاکھ ہے دوسری جماعتیں اپنے اپنے بجٹ پورا کرنیکا فکر کریں۔ عبد المغنی۔ ناظر بیت المال۔

۸؍فروری ۱۹۲۳ء